Al-Aẕvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 36, Issue, 55, 2021
Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

امام ابو سلیمان الخطابی کی غریب الحدیث کا تعارف و منہج

An Introduction and Methodology of Gharīb al-Ḥadīth by Imām Abū Sulaimān al-Khattābī

محمد عاطف اسلم راؤ*

ابرار احمد**

Absract:

Ḥadīth is the second source of Islamic laws. In order to derive laws from the aḥādīth, it is implicit that knowing the meaning of those aḥādīth is indispensable likewise the knowledge about the background of the revelation of Quranic verses is essential for understanding the exact meanings of the Qur'ān. From the earliest period of the Ummah, scholars of aḥādīth (Muḥaddithin) dealt with this topic with due significance. However, this topic gained some extra attention from the researchers in the fourth century. This research paper discusses the meanings, description and significance of Gharīb ul Ḥadith. One of The most well-known and admirable book on these sciences in known as: كتاب غرائب الحديث لابن امام أبو سليمان الخطابى . *(Gharīb al-Ḥadith by Imām Abū Sulaimān al-Khattābī) The great contribution of the imām in the field of Ḥadith sciences is widely recognized and acknowledged by Moḥaddithīn, Mufassirīn, scholars, 'Ulema and students of Ḥadith sciences. The argument made in the article brings out the importance of analyzing and introducing a unique contribution of Imām Khattābi. Several examples are quoted with authentic references. The article comprehensively includes the relevant discussion concerning the need of the present age and a comparison of jurisprudential issues is also presented. The research made in the article is highly worthwhile and broadens the exposure of the subject for the jurists of Islamic laws and students of ḥādīth.*

Keywords: *Gharīb al-Ḥadith, Imām Abū Sulaimān al-Khattābī, Moḥaddithīn, Mufassirīn, Ḥadith Sciences.*

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی، پاکستان

** ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی، پاکستان

تمہید:

رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ذاتِ بابرکات تا قیامت انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے فرامین اور افعال مبارکہ در حقیقت قرآن کریم کی عملی تشریح ہیں۔ صبحِ قیامت تک قرآن کی حفاظت باری تعالیٰ نے اپنی ذمہ داری قرار دی ہے جو کہ اس کی عملی تفسیر یعنی احادیثِ مبارکہ کی حفاظت کو بھی مستلزم ہے۔ حدیثِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے وحی ہونے پر امتِ مسلمہ کا اجماع ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ حدیث کی خدمت قرآن کی خدمت اور اس پر عمل قرآن پر عمل قرار پاتا ہے۔

علمائے امت نے قرآن کی مانند حدیث پر بھی مختلف جہات میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ کسی نے احادیث کی جمع و تدوین کا فریضہ انجام دیا تو کسی نے ان کی تشریح و توضیح کا۔ کسی نے محض ایک قسم کی احادیث جمع کیں تو کسی نے مختلف اقسام کی احادیث کو جمع کرنا باعثِ شرف جانا۔ خدمتِ حدیث کی ایک جہت ''غریب الحدیث'' ہے جس کا بنیادی مقصد احادیث میں موجود مشکل اور غیر مانوس الفاظ کی تشریح و توضیح ہے۔ اس فن میں علماء نے باقاعدہ کتب تصنیف فرمائی ہیں جن میں ذخیرہ احادیث میں موجود مشکل، غیر مانوس اور اجنبی الفاظ کی وضاحت دیکھنے کو ملتی ہے۔ انہیں کتب میں سے ایک امام ابو سلیمان الخطابی کی ''غریب الحدیث'' ہے۔

امام خطابی کا نام 'حمد' کنیت 'ابو سلیمان' لقب 'الخطابی' اور والد کا نام 'محمد' ہے۔ آپ کا نسب نامہ اس طرح ہے: ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی، الخطابی، الشافعی۔ آپ اپنے دادا کی صفتِ نسبتی سے الخطابی کہلاتے ہیں۔[1] آپ کی نسبت کے متعلق دو رائے ہیں بعض کے نزدیک بستی جب کہ بعض دیگر کے نزدیک بشتی ہے۔ آپ 319ھ بمطابق 931ء 'بست' میں پیدا ہوئے۔[2]

آپ نے اپنے وقت کے اہل علم و فن سے اکتساب فیض کیا جن میں امام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درھم البصری[3]، امام محمد بن بکر بن داسہ المعروف بابن داسہ (شاگردِ ابن ماجہ)[4]، خطیب بغدادی[5] وغیرہ۔

آپ کا شمار چوتھی صدی کے عظیم محدثین میں کیا جاتا ہے۔ آپ کو فنِ حدیث میں یہ کمال حاصل ہے کہ سب سے پہلے سنن ابو داود کی مکمل شرح بنام ''معالم السنن'' اور پھر صحیح بخاری کی اوّلین شرح ''اعلام الحدیث'' آپ نے تالیف کی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی کتاب ''غریب الحدیث'' تو مختلف علوم کا مجموعہ ہے۔ یہ صرف اپنے نام کے اعتبار سے متعلق علم تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ کئی علوم متداولہ کا اصولی مجموعہ ہے۔ جیسا کہ علم قرآن، علم

القراٰت، علم النحو، علم الصرف، علم الادب، علم البلدان، علم التاریخ، علم السیرہ وغیرہ۔ لیکن موضوع کتاب نبی کریم ﷺ، صحابہ و تابعین کی مرویات کے مشکل کلمات وعبارات کی تشریح وتوضیح ہے۔

امام خطابی کے متعلق اہل علم کی آراء:

امام ثعالبی، عبد الملک بن محمد بن اسماعیل، ابو منصور، اپنی کتاب "یتیمة الدهر" میں فرماتے ہیں:

"كان يشبه في عصرنا بأبي عبيد القاسم بن سلام في عصره علما وأدبا وزهدا وورعا وتدريسا وتأليفا إلا أنه يقول شعرا حسنا وكان أبو عبيد مفحما۔"[6]

ترجمہ: امام خطابی ہمارے زمانے میں ابو عبید قاسم بن سلام جیسے تھے (جیسا کہ امام ابوعبید) اپنے زمانے میں علم وادب، زہدو تقویٰ، تدریس و تالیف میں یگانہ روز گار تھے۔ (اسی طرح امام خطابی بھی ان تمام صفات میں یگانہ روز گار تھے۔) فرق صرف اتنا تھا کہ امام خطابی شاعر بھی تھے جب کہ امام ابوعبید شاعر نہیں تھے۔

امام سمعانی اپنی کتاب الانساب میں لکھتے ہیں:

"إمام فاضل كبير الشأن، جليل القدر، صاحب التصانيف الحسنة، مثل أعلام الحديث في شرح صحيح البخاري، ومعالم السنن في شرح الأحاديث التي في السنن، وكتاب غريب، والعزلة۔"[7]

ترجمہ: آپ فاضل، بڑی شان والے، عظیم المرتبت، کئی عمدہ تصانیف والے، مثلاً: اعلام الحدیث شرح صحیح بخاری، سنن ابو داؤد کی شرح معالم السنن، غریب الحدیث کی کتاب اور کتاب العزلہ۔

ابن خلکان شمس الدین احمد اپنی کتاب وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں:

آپ فقیہ، ادیب اور محدث تھے۔ آپ کی کئی عمدہ تصانیف ہیں۔ ان میں ایک غریب الحدیث ہے۔[8]

امام خطابی کی "غریب الحدیث" کا سببِ تالیف، زمانہ ومقام:

امام خطابی کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے جتنی کتب تحریر فرمائیں وہ تمام محبّانِ علم کے لیے بہترین سرمایا ہیں۔ بالخصوص آپ کی "غریب الحدیث" کا مقام و مرتبہ علماء قدیم وجدید کے ہاں مسلّم ہے۔ آپ نے اپنی کتاب میں امام ابو عبید قاسم بن سلام اور امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری کی "غریب الحدیث" کو خوب سراہا۔ آپ کو دورانِ مطالعہ و تدریس حدیث پاک میں جب کوئی مشکل لفظ نظر آتا تو

اس کا حل تلاش کرنے کے لیے ان دونوں بزرگوں کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے۔ لیکن بسا اوقات کئی الفاظ آپ کو وہاں میسر نہ آتے۔ آپ فرماتے ہیں:

"جب ان کی کتب میں کئی وضاحت طلب الفاظ کا حل نہ ملا تو میں نے ارادہ کیا کہ جو الفاظ امام ابو عبید اور امام ابن قتیبہ سے رہ گئے ہیں ان کی شرح اور حل پیش کروں۔"[9]

اس سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی کتاب مذکورہ دونوں بزرگانِ دین کی کتب کا استدراک ہے وہیں مذکورہ کتب اس کتاب کے لیے اصل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مقدمہ میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ اس کتاب کی تکمیل دو مراحل میں ہوئی۔ بخاریٰ شہر ۳۵۹ھ میں اسے مکمل کیا اور بعد میں اس کی اصلاح و ترتیب نیشاپور میں کی۔ امام ذہبی نے نقل کیا ہے کہ خطابی ایک مدت تک نیشاپور میں مقیم رہے اور اس دوران تصنیف و تالیف کا کام کرتے رہے اسی دورانیہ میں آپ نے غریب الحدیث پر بھی کام کیا۔[10]

آپ کی غریب الحدیث کا زیرِ نظر نسخہ دارالفکر دمشق سے 1402ھ میں شائع شدہ ہے جو کہ تین مجلدات اور تقریباً 2244 صفحات پر مشتمل ہے۔

جلد اوّل کے مشتملات:

پہلی جلد میں آپ نے صرف مرفوع احادیث ذکر کی ہیں۔ چنانچہ خود مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"وابتدأت أولاً بتفسير حديث رسول الله ﷺ"[11]

ترجمہ: میں نے اوّلاً رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تفسیر سے آغاز کیا۔

اس جلد میں سب سے پہلے آپ درج ذیل حدیث مبارکہ لائے ہیں:

"قال أبو سليمان في حديث النبي ﷺ: إنهم كانوا معه في سفر فأصابهم بغيش فنادى مناديه من شاء أن يصلي في رحله "[12]

ترجمہ: صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، تو انہیں ہلکی بارش نے آلیا۔ آپ کے منادی نے نداء کی جو اپنے خیمے میں نماز پڑھنا چاہے تو وہیں پڑھے۔

حدیث بیان کرنے کے بعد آپ اس کی سند ذکر فرماتے ہیں:

"اخبرناه ابن الاعرابی، نا الحسن بن علی بن عفان العامری،نا ابو اسامة،عن عامر بن عبيدةالباهلی،نا ابو المليح الهذلی،عن ابيه"[13]

ترجمہ: ہمیں اس حدیث کی خبر ابن الاعرابی نے دی، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسن بن علی بن عفان العامری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو اسامہ نے عامر بن عبیدہ الباہلی سے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو الملیح الھذلی نے اپنے والد سے۔

بعد ازاں متنِ حدیث میں وارد غیر مانوس لفظ "بغیش" کی سیر حاصل تفصیل ذکر کرتے ہیں جس میں لغوی معانی کے بیان کے ساتھ ساتھ دیگر الفاظ کی بھی تشریح موجود ہے۔ حدیث کے اختتام میں رقم طراز ہیں:

"وفي الحديث من الفقه أن المطر الخفيف عذر في التخلف عن صلاة الجماعة وفيه أيضا أن الاجتماع للصلاة في السفر مندوب إليه كما هو في الحضر"[14]

ترجمہ: اس حدیث میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ ہلکی بارش جماعت کو ترک کرنے کے لیے عذر ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ جس طرح حضر میں نماز کے لیے جمع ہونا مندوب ہے اسی طرح سفر میں بھی مندوب ہے۔

ان الفاظ کے ذریعے آپ نے فقہی مسئلے کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔

جلد دوم کے مشتملات:

دوسری جلد کا آغاز غریب الفاظ والی ان احادیث سے کیا ہے جن کی سند صحابہ کرام علیہم الرضوان تک پہنچتی ہے۔ یعنی اس جلد میں آپ نے موقوف احادیث کو ذکر فرمایا ہے۔ ان احادیث میں آپ نے جو ترتیب رکھی وہ کچھ یوں ہے کہ اوّلاً عشرہ مبشرہ سے مروی احادیث کو ذکر کیا ہے۔ آپ اس جلد میں پہلا عنوان سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی احادیث کے بارے میں قائم کرتے ہیں جس کے تحت پہلی روایت یہ بیان کرتے ہیں:

"أنه شكي إليه خالد بن الوليد فقال: لا أشيم سيفا سله الله على المشركين"[15]

ترجمہ: آپ کی خدمت میں خالد بن ولید کی شکایت کی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ میں اس تلوار کو نہیں چھپاؤں گا جس کو اللہ نے مشرکوں پر سونتا ہو۔

اس کے ضمن میں شواہد و متابع کو چھوڑ کر آپ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت شدہ تقریباً باون (52) احادیث ذکر کی ہیں جو کہ بمع تشریح تقریباً انچاس (49) صفحات پر مشتمل ہیں۔ دوسرا باب حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایات کے بارے میں قائم فرماتے ہیں جس کے تحت پہلی حدیث یہ لائے ہیں:

"قال أبو سليمان في حديث عمر أنه قال: "من كان حليفا أو عريرا في قوم

قد عقلوا عنه ونصروه فميراثه لهم إذا لم يكن له وارث يعلم"[16]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کسی کا حلیف یا کسی قوم میں اس کا ایسا غیر شامل ہو چکا ہو جس کی اس قوم نے دیت بھی بھری ہو اور مدد بھی کی ہو تو اس حلیف کی میراث اس قوم کے لیے ہے۔ جب کہ اس حلیف کا کوئی وارث معلوم نہ ہو۔

اس باب کے ضمن میں شواہد و متابع کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ساٹھ (60) احادیث لائے ہیں جن کی تشریح و توضیح تقریباً اناسی (79) صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تیرہ (13)، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینتیس (37)، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے چھ چھ (6) اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ، عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدۃ بن جراح رضی اللہ عنہ سے دو دو (2) احادیث ذکر کی ہیں۔ عشرہ مبشرہ کے بعد دیگر صحابہ سے روایات ذکر تے ہیں اور ہر روایت کی شرح و بسط کے ساتھ تشریح کرتے ہیں۔

صحابہ سے مروی روایات ذکر کرنے کے بعد صحابیات سے مروی وہ احادیث ذکر کرتے ہیں جن میں غریب الفاظ آئے ہیں۔ اس سلسلے میں اوّلاً امہات المومنین اور بعد ازاں بقیہ صحابیات رضی اللہ عنہن سے روایات نقل کی ہیں۔ امہات المومنین میں سب سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سترہ (17) روایات، پھر سیدہ حفصہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہن سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر سے روایت کردہ حدیث مبارکہ پر دوسری جلد کا اختتام فرماتے ہیں۔

جلد سوم کے مشتملات:

تیسری جلد تابعین کی روایات اور مراجع و فہارس پر مشتمل ہے جس کے نو سو سترہ (917) صفحات ہیں۔ تابعین میں سب سے قبل "کعب احبار" سے مروی احادیث ذکر کی ہیں جن کا آغاز درج ذیل حدیث سے کیا ہے:

"قال أبو سليمان في حديث كعب: أنه قال لصالح بن عبد الله بن الزبير وهو يعمل زندا بمكة اشدد وأوثق فإنا نجد في الكتب أن السيول تعظم في آخر الزمان "[17]

ترجمہ: کعب احبار نے صالح بن عبد اللہ بن زبیر سے اس وقت کہا جب وہ مکہ میں مٹی کے گھر بنا رہے تھے، پکا اور مضبوط گھر بناؤ! کیونکہ ہم نے کتابوں میں یہ لکھا ہوا دیکھا (پڑھا) ہے کہ

آخر زمانے میں سیلاب بڑھ جائیں گے۔

ان کے علاوہ حسن بن ابی الحسن سے اٹھارہ (۱۸)، عمر بن عبد العزیز اور حجاج بن یوسف سے دس (۱۰)، عامر بن شراحیل الشعبی سے نو (۹)، ابراھیم بن یزید النخعی، قتادہ اور عطاء بن ابی رباح سے آٹھ (۸)، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، محمد بن مسلم بن شھاب الزھری اور مجاھد بن جبیر سے چھ (۶)، عکرمہ (ابن عباس کے غلام)، شریح بن حارث القاضی اور احنف بن قیس سے پانچ (۵)، محمد بن سیرین، طاوس بن کیسان اور علقمہ بن قیس سے چار (۴)، اسد بن یزید، ابو وائل شقیق بن سلمہ، عروہ بن زبیر، زیاد بن ابی سفیان اور مکحول ابو عبد اللہ الشامی سے تین (۳)، وھب بن منبہ، عبید بن عمیر اللیثی، مسروق بن اجدع، عبیدہ السلمانی، محمد بن حنفیہ، علی بن حسین (امام زین العابدین)، قاسم بن محمد، سلیمان بن یسار، ابورجاء العطاردی، عمران بن ملیحان، ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن، عون بن عبد اللہ، بکر بن عبد اللہ المزنی اور ابو الاسود الدؤلی (مدون نحو) سے دو (۲)، ابو سلمہ بن عبد الرحمن، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عبد الرحمٰن بن یزید النخعی، عوف بن مالک، ابو الاحوص، مؤرق بن مشمرج العجلی، ابو مجلز، لاحق بن حمید، یزید بن میسرہ، محمد بن کعب القرظی، رجاء بن حیات، ثابت البنانی، عبد الملک بن عمیر، عبد الملک بن مروان، سلیمان بن عبد الملک، عبد الرحمن بن محمد بن اشعث، ابی الزناد، عبد اللہ بن ذکوان القرشی، عاصم بن ابی النجود، ھشام بن عروہ، عوام بن حوشب، ابو بکر بن عیاش سے ایک ایک روایت نقل کی اور اس کی بہت تفصیل سے تشریح کی ہے۔ یہ تمام احادیث اجلہ تابعین کرام رحمۃ اللہ علیھم سے مروی ہیں۔

اس کے بعد "مقطعات من الحديث بلا طرق" کا عنوان قائم کر کے حدیث کے وہ اجزاء ذکر کیے جو امام خطابی تک بلا طرق پہنچے ہیں۔ اس باب کے تحت آپ نے تقریباً انہتر (69) اجزاء ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ اس عنوان کے تحت آپ لکھتے ہیں:

"قال أبو سليمان جاء في الحديث لا يصلى على النبي"[18]

ترجمہ: ابو سلیمان کہتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ بلند جھکی جگہ پر نماز نہ پڑھی جائے۔

روایت میں لفظِ نبی سے ابہام پیدا ہوتا ہے۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن سعدویہ کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں نے احمد بن یمان سے سنا انھوں نے اس کا مطلب یہ ہے کہ:

"لا يصلى على المكان المرتفع المحدودب، مأخوذ من النبوة وهو الارتفاع"[19]

ترجمہ: نہ نماز پڑھی جائے بلند جھکی جگہ پر۔ یہ نبوت بمعنی بلندی سے ماخوذ ہے۔

اس کے بعد لفظ "نبی" کے مختلف معانی بیان کیے اور وجہ تسمیہ بھی ذکر کی ہے۔لفظ نبی کا یہ مفہوم اور حدیث کی مذکورہ توجیہ بیان کرنے کے بعد باب کا بنیادی مقصد اورالفاظ کی مناسب توجیہات کے بیان میں اپنا منہج ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"وهذه ألفاظ من الحديث يرويها أكثر الرواة والمحدثين ملحونة ومحرفة, أصلحناها لهم وأخبرنا بصوابها، وفيها حروف تحتمل وجوها اخترنا منها أثبتها وأوضحها۔"[20]

ترجمہ: یہ حدیث کے وہ الفاظ تھے جن کو اکثر راویوں اور محدثین نے محرفہ و لحن زدہ روایت کیا تھا۔ ہم نے ان الفاظ کو درست کر دیا اور ان کی صحیح صورت بتادی۔ احادیث میں کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جو کئی وجوہات کے حامل ہیں۔ہم نے ان میں سے صحیح ترین اور واضح ترین کو اختیار کیا۔

اسی طرح آپ نے اس باب میں وہ مختلف الفاظ بھی لکھے ہیں جن کی اصل کے بارے میں ائمہ حدیث کے درمیان اختلاف ہوا کہ اصل لفظ ہے کیا؟ اس ضمن میں آپ نے اس قسم کی چھیانوے(96) احادیث ذکر کی ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ پہلے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

"قوله ﷺ في البحر، هو الطهور ماؤه، الحل ميتته"[21]

ترجمہ: آپ ﷺ کے ارشاد سمندر کے (پانی کے) متعلق کہ اس کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مردار حلال ہے۔

بعد ازاں حدیث میں وارد لفظ "ميتته" کے بارے میں آپ کا کہنا ہے کہ عام راوی اس لفظ کو "میم" کے زیر کے ساتھ "مِيتته" روایت کرتے ہیں حالانکہ درست لفظ "میم" کے زبر کے ساتھ یعنی "مَيتته" ہے۔ پھر ان دونوں کا فرق واضح کرتے ہیں۔ آپ کے بیان کے مطابق عام راویوں نے "مِيتته" میم کے کسرہ کے ساتھ روایت کیا ہے دراصل یہ لفظ میم کے فتح کے ساتھ ہے اس سے سمندر کا وہ جانور جو سمندر میں مر جائے مراد ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمر کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے مبرد کو اس کے بارے میں تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ امام مبرد نے کہا کہ "ميتته" سے مراد موت ہے (یعنی سمندر کا مردہ)۔ امام ابو سلیمان کہتے ہیں کہ اگر اس لفظ کو میم کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں گے تو اس سے مراد وہ حالت ہو گی جس پر آدمی کا انتقال ہوا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "فلان حسن

القِعدة والجِلسة والرِكبة والمِشية والسِيرة والنِيمة" اس سے مراد ہیئت اور حالت ہوتی ہے۔[22]

اس کے بعد آپ ان الفاظ کے بارے میں باب قائم فرماتے ہیں جو ادائیگی میں قریب قریب ہیں تاہم ان کے معانی میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔[23] مثال کے طور پر:

"قلنا لخباب أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ في الظهر والعصر؟

قال: نعم، قلنا: بم كنتم تعرفون ذاك؟ قال: باضطراب لحيته"[24]

ترجمہ: حضرت خباب سے عرض کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قراءت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا جی ہاں! تو آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے کیسے جانا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ کی داڑھی (مبارکہ) کی حرکت سے۔

روایت میں "لحیته" کا لفظ مذکور ہے جبکہ بعض نے اسے اس لفظ کی بجائے "لحییه" کے لفظ سے روایت کیا ہے۔ دونوں لفظ ادائیگی میں اگرچہ ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں تاہم معنی دونوں کا ایک ہے۔[25]

الفاظِ غریبہ کی تشریح میں امام خطابی کا اسلوب اور منہج:

آپ اوّلاً روایات کا وہ حصہ بلاسند ذکر کرتے ہیں جس میں لفظِ غریب آیا ہو۔ بعد ازاں اس کی سند ذکر فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آیات، دیگر احادیث، صحابہ وائمہ کے اقوال، ضرب الامثال اور شعراءِ عرب کے اشعار سے غریب الفاظ کی تشریح اور نظائر پیش کرتے ہیں۔ آپ مستند ذرائع سے الفاظ غریبہ کی تشریح کرتے ہیں۔ لفظِ غریب کی بیان کردہ تشریح اور وضاحت کو مؤید و مؤثق بنانے کے لیے بطور استشہاد قابلِ استناد ذرائع اور دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے آپ نے جو ذرائع استعمال کیے وہ درج ذیل ہیں:

آیات قرآنیہ سے استدلال کی مثال:

دین کا بنیادی مآخذ جو آج تک اپنی اصل پر باقی ہے وہ قرآن کریم ہے۔ ائمہ کرام نے احادیث و دیگر ذرائع سے استدلال سے پہلے قرآن کی آیات سے الفاظ غریبہ کی تشریح کو ترجیح دی ہے۔ جتنے ائمہ کرام نے غرائب القرآن اور غرائب الحدیث پر بحث کی یا جہاں بھی کوئی ایسا لفظ آیا جس کے بارے میں قرآن کریم میں اس مادے سے لفظ موجود پایا گیا اکثر علماء نے اس کی تشریح کے لیے قرآن کریم کی متعلقہ آیت سے استدلال کیا۔ امام موصوف کا طریقہ کار بھی یہی ہے۔ آپ کی یہ مفصل کتاب اس قسم کے استدلالات سے معمور ہے۔ ذیل میں اس کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ جلد اوّل میں صفحہ 112 پر رقم طراز ہیں:

"إنهم حاسوا العدو ضربا يوم أحد حتى أجهضوهم عن أثقالهم"[26]

ترجمہ: صحابہ دشمن پر ضرب لگانے کے لیے آگے بڑھے یہاں تک کہ ان کو ان کے سامانوں سے دور کر دیا۔

حدیث میں وارد لفظ "حاسوا" کے مختلف معانی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "حوس" آگے بڑھنے اور جلدی کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے "رجل احوس" یعنی فلاں مرد ایسا آگے بڑھنے والا ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔ ابن السکیت نے اصمعی سے روایت کیا کہ کہا جاتا ہے:

"تركت فلانا يحوس بني فلان ويجوسهم ويحوسهم أي يطؤهم"[27]

ترجمہ: میں نے فلاں کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ فلاں قبیلے والوں کو روند رہا تھا۔

یہ اس وقت ہو گا جب بغیر ادغام کے "حاس يحوس" یعنی "نصر ينصر" کے باب سے ہو۔ اگر یہ ادغام کے ساتھ "حَسَّ يَحِسّ" سے ہو تب بھی "نصر ينصر" کے باب سے ہی آئے گا لیکن اس کا معنیٰ "قتل" ہو گا۔ چنانچہ اس معنی میں لفظ "حَسَّ" کے استعمال پر سورۃ آل عمران کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

"إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ"[28]

ترجمہ: جب تم ان کو اللہ کے حکم سے قتل کر رہے تھے۔

آیت کی تشریح میں فخر الدین رازی کی عبارت کا حاصل بھی بیان کرتے ہیں کہ "حَسَّ" سے قتل سے مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ قتل کے ذریعے "حس" معطل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ عربوں میں جب کوئی شخص پیٹ کی بیماری (استطلاق بطن، اسہال) سے ہلاک ہو جاتا تو اس وقت اہلِ عرب "بطّنه" کا لفظ استعمال کرتے تھے۔[29]

دیگر احادیث (شواہد و توابع) سے استدلال کی مثال:

کلام نبی کی وضاحت کلام نبی سے کرنا یہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے ائمہ کرام کا طریقہ رہا ہے۔ اکثر محدثین کی طرح آپ کا طریقہ بھی یہ ہے کہ اگر لفظ غریب کی تشریح کے لیے قرآن کریم سے کوئی رہنمائی حاصل نہ ہو رہی ہو تو بعض اوقات حدیث میں آنے والے لفظِ غریب کی وضاحت کے لیے کسی دوسری حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں تاکہ شارع ﷺ کے کلام سے ہی اس مشکل لفظ کی وضاحت ہو جائے۔ ذیل میں اس کی مثال پیش کی جاتی ہیں۔

"قال أبو سليمان في حديث النبي صلى الله عليه وسلم: أنه أوتر بسبع أو

تسع ثم اضطجع فنام حتى سمع ضغيزه أو ضفيزه ثم خرج إلى الصلاة ولم يتوضأ"[30]

ترجمہ: امام ابو سلیمان کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سات یا نو رکعات وتر پڑھیں پھر آپ ﷺ لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز سنی گئی پھر آپ نماز کے لیے نکلے اور وضو نہیں کیا۔

حدیث میں وارد لفظ "ضفیز" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الضغيز ليس بشيء فأما الضفيز فهو كالغطيط وهو الصوت يسمع من النائم عند ترديد النفس وأصل الضفز اللقم واللوك قال رؤبة: تبتلع الهامة قبل الضفز ويقال ضفزت البعير إذا علفته الضفائز وهي اللقم الكبار واحدتها ضفيزة ومنه حديث أبي ذر أن النبي صلى الله عليه وسلم مر بوادي ثمود فقال: يا أيها الناس إنكم بواد ملعون من كان اعتجن بمائه فليضفزه بعيره"[31]

ترجمہ: لفظ "ضغیز" مہمل ہے۔ البتہ "ضفیز" تو یہ معنوی لحاظ سے "غطیط" کی مانند ہے۔ اس سے مراد وہ آواز ہے، جو سوئے ہوئے شخص کے منہ سے سنائی دیتی ہے یعنی خراٹے۔ "ضفز" کی اصل "اللقم" (لقمہ) اور "اللوک" (چبانا) ہے جیسا کہ "روبۃ" اپنے اشعار میں کہتا ہے کہ لقمہ بنانے سے پہلے کھوپڑی کو نگل لو۔ ضفائز یعنی "ضفزت البعیر" اس وقت کہا جاتا ہے، جب آپ اونٹ کو بڑے لقمے کھلاؤ۔ اس کی واحد "ضفیزۃ" ہے۔ اسی معنیٰ میں حضرت ابو ذر غفاری کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ وادی ثمود کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اے لوگو! تم (ایک) لعنت زدہ وادی میں ہو۔ جس نے اس وادی کے پانی سے آٹا گوندھا ہو، وہ اونٹوں کو کھلا دے۔

آپ نے پہلے اس حدیث کے لفظ غریب کی وضاحت کر دی کہ لفظ دراصل "ضغیز" نہیں بلکہ "ضفیز" ہے جس کا معنیٰ ہے سوتے شخص کے منہ سے نکلنے والی آواز۔ پھر "ضفز" کے اصل وضع میں استعمال کی وضاحت کی اور اصل معنیٰ پر حدیث سے استدلال کیا۔ اس طرح کی ان گنت اور لاتعداد مثالیں آپ کی کتاب میں موجود ہیں۔

اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے استدلال کی مثال:

کلامِ رسول ﷺ کے براہ راست سامعین صحابہ کرام ہیں۔ وہ قدسی صفات جن کی عدالت مسلّم ہے۔ آپ ﷺ کے کلام پاک کا ظہور اس جماعت کے سامنے ہوا اور اس جماعت قدسیان نے اپنے دل و دماغ کی لوح پر

اس کے مطالب و مفاہیم کو ثبت کیا۔ محدثین اور شارحین حدیث مشکل اور دشوار فہم الفاظ کی وضاحت کے لیے اکثر قرآن و سنت سے دلیل ذکر کرنے کے بعد اور قرآن و سنت سے دلیل نہ ملنے پر مخاطبین اوّلین کی تشریحات کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اسی طرح آپ نے بھی بعض مقامات پر غریب الحدیث الفاظ کی تشریح کے لیے اقوال صحابہ سے استدلال کیا۔ ذیل میں اس کی مثال پیش کی جاتی ہے۔

آپ دوسری جلد کی پہلی حدیث "لا أشيم سيفًا، سله الله على المشركين" کی تشریح میں لفظِ "أشيم" کی تفصیلی وضاحت کرتے ہیں اور اس کو " أغمد" کے معنیٰ میں لیتے ہیں۔ اس معنی پر فرزدق کے شعر سے استدلال کرنے کے بعد اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

"عن عائشة قالت: خرج أبي شاهرا سيفه راكبا راحلته إلى ذات القصة فجاء علي بن أبي طالب فقال: إلى أين يا خليفة رسول الله شم سيفك ولا تفجعنا بنفسك فوالله لئن أصبنا بك لا يكون بعدك للإسلام نظام أبدا فرجع وأمضى الجيش"[32]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد تلوار سونتے ہوئے اپنی سواری پر سوار ہو کر ذات القصہ کی طرف نکلے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! اپنی تلوار میان میں رکھیے اور اپنی جان سے ہمیں غم زدہ نہ کیجیے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ شہید کر دیے گئے تو آپ کے بعد اسلام کا نظام کبھی بھی قائم نہیں رہے گا۔ تو آپ لوٹ آئے اور لشکر چلا گیا۔

حضرت صدیق اکبر کے قول "أشيم" کو "أغمد" کے معنیٰ میں لینے پر آپ نے حضرت عائشہ کی روایت پیش کی کہ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہ بھی لفظ "أشيم" کو اسی معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔

شعراءِ عرب کے اشعار سے استدلال:

محدثین کرام اکثر و بیشتر قرآن و حدیث سے استدلال کے بعد اہل عرب کے کلام سے بھی الفاظ غریبہ کی تشریح و وضاحت کے لیے استدلال کرتے ہیں۔ آپ نے بھی اکثر مقامات پر عرب شعراء و فصحاء کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔ آپ کی اس کتاب میں ذکر کردہ تقریباً اکثر احادیث پر مختلف مشکل الفاظ کی تشریح میں شعراءِ عرب میں سے کسی نہ کسی کے شعر سے استدلال موجود ہے۔ ذیل میں اس کی مثال پیش کی جاتی ہے۔

" قال أبو سليمان في حديث النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ما من يوم إبليس فيه أدحر ولا أدحق من يوم عرفة إلا ما رأى يوم بدر، قيل وما رأى يوم بدر قال: أما إنه قد رأى جبريل يزع الملائكة۔"[33]

ترجمہ: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی ایسا دن نہیں جس میں ابلیس کو بہت زیادہ ذلیل اور دور دیکھا گیا ہو سوائے اس کے جو اس نے بدر کے دن دیکھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اس نے بدر کے دن کیا دیکھا؟ تو فرمایا: اس نے جبریل علیہ السلام کو فرشتوں کی صفیں ٹھیک کرتے ہوئے دیکھا۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لفظ "دحق" اور "دحر" میں معنوی قرب بیان کیا اور لفظ "ادحق" کی درست مراد پر حضرت حسان بن ثابت اور "یزع" کی مراد پر عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار سے استدلال کیا۔ چنانچہ لفظِ "ادحق" پر لکھتے ہیں:

"والدحق قريب: من الدحر يقال: "أدحقه الله" أي: أبعده ورجل دحيق سحيق أي مبعد مطرود. قال حسان بن ثابت:

رجمتك في الشعر حتى خضعت　　وصرت لحينك فذا دحيقا "[34]

ترجمہ: لفظ "دحق" لفظ "دحر" کے قریب قریب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ اسے دور کرے اور "رجل دحيق سحيق" اس شخص کے لیے بولا جاتا ہے جو دور کر دیا گیا ہو، کسی گنتی میں نہ آتا ہو۔ جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت نے کہا میں نے تجھے شعر میں سنگسار کیا یہاں تک کہ تو نے اطاعت کی اور تو اپنی ہلاکت کے لیے دھتکارا ہوا اور (رحمت سے) دور کیا ہوا ہو گیا۔

ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کہ امام موصوف نے لفظ "ادحق" کے استشہاد میں شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول پیش کیا ہے۔

رفعِ تعارض کا اہتمام:

غریب الالفاظ کی تشریح و توضیح کے ساتھ آپ نے متعارض روایات میں رفعِ تعارض کا اہتمام بھی کیا ہے۔ مثلاً ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ "اسلام قبول کرنے والا پہلا شخص میں ہوں۔"[35] جب کہ بعض کتب حدیث و سیرت میں حضرت علی و حضرت صدیق اکبر کے حوالے سے منقول ہے۔

درج بالا روایت کے ضمن میں امام خطابی نے فرمایا کہ ”اس فرمان سے عبد اللہ بن مسعود کا مقصود یہ نہیں کہ انہوں نے تمام لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے، کیوں کہ لوگ تو ان پر سبقت لے جا چکے تھے چنانچہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت ہے جو ان سے پہلے اسلام قبول کر چکی تھی۔ یقیناً ابن مسعود کی مراد یہاں یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے۔“[36]

امام خطابی کی ”غریب الحدیث“ کے امتیازی خصائص:

امام خطابی کی غریب الحدیث متعدد امتیازی خصائص رکھتی ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- غریب الحدیث کے فن میں امام خطابی کی کتاب بنیادی مصدر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے بعد جس نے بھی اس فن پر قلم اٹھایا وہ آپ کی تالیف سے بے نیاز نہ ہو سکا۔
- اس کتاب کا ایک امتیاز یہ ہے کہ الفاظ غریبہ کی تشریح کے ساتھ آپ نے لغوی، صرفی و نحوی تحقیق، حدیث سے مستنبط ہونے والے مسائل فقہیہ، جگہوں کے نام اور ان کی قابلِ رشک تشریح، خاص واقعات، امم، قبائل اور طائفوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ یوں ایک ہی کتاب اہل علم و دانش کے لیے کئی جہات رکھتی ہے۔
- آپ حدیث پاک میں آنے والے غریب الفاظ کی لغوی تحقیق کے ساتھ روایاتِ حدیث میں آنے والی اغلاط کی بھی نشاندہی کرتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کہیں کوئی صیغہ بتائے بغیر معنٰی کے سمجھنے میں دُشواری کا اندیشہ محسوس کیا تو صیغے کی صرفی وضاحت بھی کی اور جہاں نحوی ابحاث کی ضرورت محسوس کی وہاں نحوی تفصیل بھی بیان کر دی۔ آپ چونکہ خود مجتہد تھے تو ذکر کردہ احادیث میں اگر کہیں کسی جگہ کسی فقہی مسئلہ کی طرف اشارہ ملتا تو آپ اس کی بھی تفصیل سے وضاحت کرتے ہیں۔
- یہ کتاب آپ کے اساتذہ و شیوخ کی معرفت کے اعتبار سے بھی معلومات کا ایک وقیع ذخیرہ رکھتی ہے، آپ نے اپنے شیوخ کے احوال کو مفصل بیان کیا ہے۔
- لغت، اقوالِ سلف اور عربی اشعار کے اعتبار سے بھی یہ کتاب اہم مرجع ہے۔ جس میں جابجا یہ مواد ملتا رہتا ہے۔
- اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بہ خوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ائمہ لغت نے ہر دور میں اس کتاب سے استفادہ کیا ہے اس ضمن میں چند کتب و مولفین کے نام یہ ہیں۔ لسان العرب از ابنِ منظور افریقی، الفائق فی غریب الحدیث از جار اللہ الزمخشری، النھایہ فی غریب الحدیث از ابن الاثیر، تہذیب الاسماء از امام نووی وغیرہم۔
- مصادر کتاب میں روایت، سماع، نقل اور سوال سے استفادہ کیا گیا ہے۔

- اس کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ امام خطابی نے مکمل طور پر علمی دیانت کا ثبوت دیا ہے کئی ایک مقامات پر آپ نے مختلف انداز میں اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔ اس حوالہ سے آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:(لست اعرف حقیقة هذا) مجھے اس کتاب کی حقیقت کا علم نہیں،(لاادری ما هوا) میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے،(لست ادری ما صحته هذا) میں نہیں جانتا کہ اس کی صحت کیا ہے؟،(لم اسمع به) میں نے اسے نہیں سنا۔[37]

حاصلِ بحث:

غریب الحدیث کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں امام خطابی کی غریب الحدیث کو نمایاں اور امتیازی مقام حاصل ہے۔ آپ کی غریب الحدیث دراصل ان دونوں کتب کی مستدرک ہے جو امام ابو عبید اور امام ابن قتیبہ نے تحریر کیں۔ جو کچھ ان کی کتب میں نہ لایا جاسکا تھا آپ اس کو زیرِ بحث لائے اور جو کچھ انہوں نے بیان تو کیا لیکن اتنی تشریح نہ ہو سکی جتنی مطلوب تھی تو آپ نے ممکنہ حد تک ان دونوں سے زیادہ اس کی تفصیل و تشریح بیان کی۔ آپ کا انداز بیان نہایت سہل و مؤثر ہے۔ آپ مطلوبہ لفظ کی وضاحت کے لیے تمام ممکنہ ذرائع علم بروئے کار لاتے ہیں۔ مثلاً مطلوبہ وضاحت طلب مشکل لفظ کی وضاحت کے لیے سب سے قبل قرآن پاک کی آیت، پھر حدیث، پھر اہل عرب کے ادباء کے شاعرانہ کلام، پھر عرب کے محاورات و ضرب الامثال، پھر لغوی، نحوی، صرفی، ابحاث سے، پھر اگر کوئی لفظ اماکن و مقامات سے تعلق رکھتا ہو تو اماکن و مقامات سے اس کی تشریح کرتے ہیں۔ آپ نے اس تشریح کے ذرائع میں اکثر حفظ مراتب کا لحاظ کیا ہے۔ آپ کی یہ کتاب آپ کے شیوخ کی معرفت میں ایک اہم مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ رفع تعارض، اصولی مباحث اور حکمتِ تشریع بھی اس کتاب کی خصوصیت ہے۔ آپ کی یہ کتاب علوم الحدیث کی اہم اور موثر ترین کاوش ہے۔ علومِ دینیہ کو فروغ دینے اور نسلِ نو کو عظیم علمی ورثہ سے روشناس کرانے کے لیے اس کتاب پر تحقیق اور علمی خدمت نہایت ضروری ہیں۔ اس بناپر آپ کی یہ کتاب اہلِ علم کے نزدیک فنِ غریب الحدیث کی بہترین شرح کے ساتھ ساتھ مختلف علوم و فنون کا اعلیٰ مجموعہ سمجھی جاتی ہے اور سابقہ محدثین و ماہرین لغت کی طرح آج بھی یہ کتاب اہلِ علم کے لیے بے حد مفید ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن خلکان، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، بیروت، دار صادر، 1900ء، ج ۲، ص ۲۱۵
Ibn Khaliqān, Wafyāt ul A‘yān wa Anbā’ Ibnā’ Zamān, Beirūt, Dār Ṣādir, 1900, Vol. 2, p 215.

2 زین الدین، قاسم بن قطلوبغا، تاریخ نیشاپور، دمشق، دار العلم، 2007ء، ج ۱، ص ۸۷
Zayn al-Dīn, Qāsim bin Qatlūbafā, Tārīkh Nayshāpur, Damascus, Dār al-‘Ilm, 2007, Vol. 1, p 87.

3 ابو عبد الرحمٰن، محمد بن حسین، طبقات الصوفیہ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، ص ۳۲۰
Abū ‘Abdul Raḥmān, Muḥammad bin Ḥussayn, Ṭabqāt al-Ṣūfiyyah, Beirūt, Dār al-Kutub al ‘Ilmiyah,1419 H, p 320.

4 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، ابو الفضل، لسان المیزان، بیروت، موسسۃ العلمی، ط ۲، ۱۳۹۰ھ، ج ۱، ص ۳۳۴
Ibn Ḥajr ‘Asqalānī, Aḥmad bin ‘Ali bin Muḥammad, Lisān al-Mīzān, Beirūt, Mu’assisah al-‘Ilmī,1390 H, Vol. 1, p 334.

5 الخطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، بیروت، دار الفکر، ط ۱، ۲۰۰۴ء، ج ۱۰، ص ۲۹۶
Al-Khatīb al Baghdādī, Aḥmad bin ‘Ali bin Sābit, Tarīkh Baghdād, Beirūt, Dār Al Fikr, 1st Ed., 2004, Vol. 10, p 296.

6 ثعالبی، عبد الملک بن محمد، یتیمۃ الدھر، بیروت، دار الکتب، ط ۱، ۱۴۰۳ھ، ج ۴، ص ۳۸۳
Tha’ālbī, ‘Abdul Mulk bin Muḥammad, Yatīmah tul Dahr, Beirūt, Dār al Kutub, 1st Ed. 1403 H, Vol. 4, p383.

7 سمعانی، عبد الکریم بن محمد بن منصور، الانساب، حیدر آباد انڈیا، مجلس دائرۃ المعارف عثمانیہ، ط ۱، ۱۳۸۲ھ، ج ۵، ص ۱۵۹
Sam‘anī, ‘Abdul Karīm bin Mansūr, Al Ansāb, Hyderabād India, Majlis Dā’iratul Mu‘ārif ‘Uthmāniyyah, 1st Ed. 1382 H, Vol. 5, p 159.

8 ابن خلکان، وفیات الاعیان، ج 2، ص 214
Ibn Khliqān, Wafyāt ul A‘yān, 1900, Vol. 2, p 215.

9 العلوی، ابو عبد الرحمٰن حسن بن عبد الرحمٰن، الامام الخطابی ومنھجہ فی العقیدۃ، بیروت، دار الوطن، ط ۱، س ن، ص 29
Al ‘Alvī Abū ‘Abdul Raḥman Ḥassan bin ‘Abdul Rahman, Al Imām Al Khaṭṭābī wa manhajuhū fi al-‘Aqīdah, Beirūt, Dār Al-Waṭn, 1st Ed., n.d., p 29.

10 الذہبی، حافظ شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، ج ۳، ص ۱۴۹
Al Zahbī, Ḥāfiz Shams ud dīn, Tazkirah tul Huffaz, Beirūt, Dār al Kutub,1419 H, Vol. 3, p 149.

11 الخطابی، حمد بن محمد بن ابراہیم، غریب الحدیث مقدمہ، دمشق، دار الفکر، 1402ھ، ص 48
Al Khaṭṭabī, Ḥamd bin Muḥammad bin Ibrāhīm, Muqaddimah Gharīb al-Ḥadīth, Damascus, Dār Al Fikr, 1402 H, p 48.

12 ایضاً، 72/1
Ibid. 1/72.

13 ایضاً، 72/1

Ibid. 1/72.

14 ایضاً، 74/1

Ibid. 1/74.

15 ایضاً، 5/2

Ibid. 2/5.

16 ایضاً، 51/2

Ibid. 2/51.

17 ایضاً، ۵/3

Ibid. 5/3.

18 ایضاً، ۱۹۳/3

Ibid. 3/193.

19 ایضاً۔

Ibid.

20 ایضاً، 219/3

Ibid. 3/219.

21 ایضاً، 310/3

Ibid. 3/310.

22 ایضاً، 219/3

Ibid. 219/3.

23 الخطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد، اصلاح الاخطاء الحدیثیۃ، بیروت، موسسۃ الکتب الثقافیۃ، ط ا، 1409ھ، ص 13

Al-Khaṭṭabī, Abū Sulayman Ḥamd bin Muḥammad, Iṣlāḥ al-Akhṭa' al-Ḥadīthiyya, Beirūt, Mu'assisah al-kutub al-Thaqāfah, 1st Ed. 1409 H, p 13.

24 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مطبوعہ دار طوق النجاۃ، ط ۱۴۲۲، اھ، رقم الحدیث 746

Al Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām'i al Ṣaḥiḥ, Beirūt, Dār Ṭawq al-Nijāḥ, 1st Ed.1422 H, Hadīth No. 746.

25 الخطابی، غریب الحدیث، 258/3

Al-Khaṭṭābī, Gharīb al-Ḥadīth, 3/258.

26 ایضاً، ۱۱۲/۱

Ibid.1/112.

27 ایضاً، ۱۱۳/۱

Ibid.1/113.

28 ال عمران 152:3

Āl-'Imrān 3:152.

29 الخطابی، غریب الحدیث، 177/1

Al-Khaṭṭābī, Gharīb al-Ḥadīth, 1/177.

30 ایضاً، ۱/۱۷۶

Ibid. 176/1.

31 ایضاً، ۱/۱۷۷

Ibid. 1/177.

32 ایضاً، ۲/۵

Ibid. 2/5.

33 ایضاً، ۱/۳۹۴

Ibid. 1/394.

34 ایضاً۔

Ibid.

35 ابن الاثیر، محمد الجزری، النھایہ فی غریب الحدیث، بیروت، دار الفکر، ۱۹۷۹ء، ج ۲، ص ۳۹۵

Ibn ul Asīr, Muḥammad al Jazrī, Al Nihayah fi Gharīb al-Ḥadīth, Beirūt, Dār al-Kutub al 'Ilmiyah, 1979, Vol. 2, p 395.

36 الخطابی، غریب الحدیث، ۲/۲۷۱

Al-Khaṭṭābī, Gharīb al-Ḥadīth, 2/271.

37 یہ عبارات متفرق مقامات پر دیکھی جا سکتی ہیں تمام جلدوں میں موجود ہیں۔